



اسلام میں صرف مال کا تصور اور حدود

The Islamic Concept of Wealth Consuming and Its Limitations

Author(s): 1. Abdur Rasheed

Ph D Scholar, Dept: of Islamiyat, University of Peshawar, Email: muftirasheed88@gmail.com

Issue: <http://al-idah.szc.pk/index.php/al-idah/index>

URL: <http://al-idah.szc.pk/index.php/al-idah/article/view/519>

Citation: Rasheed, A. 2020. The Islamic Concept of Wealth Consuming and Its Limitations. Al-Idah . 38, - 2 (Dec. 2020), 159 - 169.

Publisher: Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 38 Issue: 2 / July – December 2020/ P.159-169

Article DOI:

<https://doi.org/10.37556/al-idah.038.02.519>

Received on: 08-08-2020

Accepted on: 08-11-2020

Published on: 25 Dec 2020

Abstract

All economic systems encourage judicious and fair use of money. The overt materialization spurs economic activity (getting and spending) leading to an imbalanced unnecessary expenditure upon luxury items and alike. This paper delineates Islamic perspective of earning and spending in the light of Islamic teachings. Islam gives clear guidelines with categories, limitations and proper heads of expenditures. Further it encourages rational use of money and shuns extravagance. This study is based on the analysis of secondary sources to bring forth Islamic view of spending money.

Keywords:

Consumption, Extravagance, Rights, Wealth, Sources



تعارف:

شریعت کی نظر میں انسان کی تخلیق کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اس لحاظ سے عبادت کا مفہوم صرف چند مخصوص افعال تک محدود نہیں ہے بلکہ انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق بجالائے۔ جب وہ اس طرح کرے گا تو اس کا ہر قول و فعل عبادت بن جائیگا۔ ایک جامع اور مکمل دین ہونے کی حیثیت سے دین اسلام کی یہ امتیازی شان ہے کہ اس نے انسان کی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہدایات دی ہیں چنانچہ حضرات فقہاء نے فقہ کی تعریف اس طرح کی ہے:

العلم بالأحكام الشرعية الفرعية المكتسبة من أدلتها التفصيلية^(۱)

یعنی علم فقہ ان فروعی شرعی احکام کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے حاصل کیے گئے ہوں۔ یہاں پر اس تعریف کی تفصیلات میں جانے کا موقع تو نہیں ہے تاہم اتنی وضاحت ضروری ہے کہ اس تعریف میں فروعی شرعی احکام سے مراد شریعت کے وہ احکام ہیں جو بندے کے قول و فعل سے متعلق ہوں۔ اسی قول و فعل کا منبع انسانی جسم ہے جس کی کچھ مادی ضروریات اور تقاضے ہیں۔ اپنی ضروریات اور تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے انسان کو دوڑ دھوپ کرنا پڑتی ہے اور ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مال کے حصول اور اس کو خرچ کرنے سے وابستہ کر دیا ہے، صرف مال کے اسلامی تصور پر بحث سے پہلے اختصار کے ساتھ مال کی تعریف بیان کرنا مناسب ہوگا۔

مال کی تعریف:

ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب حضرات فقہاء کے حوالے سے مال کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مال وہ چیز ہے جس میں تین خصوصیات پائی جائیں۔

۱۔ انسان کی طبیعت اس کی طرف مائل ہو۔

۲۔ اس کو حاصل اور محفوظ کیا جاسکے۔

۳۔ اس سے انسان اپنی ضروریات کا مانوس فائدہ حاصل کر سکے۔

ڈاکٹر صاحب کے مطابق بعض فقہاء نے مال کی تعریف میں ایک چوتھی شرط (خصوصیت) کا اضافہ کیا ہے اور وہ یہ کہ:

۴۔ انسانوں کی ایک قابل ذکر تعداد اس کو مال سمجھ کر اس کو بطور مال حاصل کرنا چاہتی ہو^(۲)۔

حصول مال کے ذرائع:

حلال مال کے ذرائع بھی شریعت نے خود متعین فرمادیئے ہیں۔ قرآن و سنت کی نصوص میں غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ ذرائع دو قسم کی ہیں۔

۱۔ اختیاری ذرائع

ب۔ غیر اختیاری ذرائع

اختیاری ذرائع

۱۔ تجارت اور محنت مزدوری:

قرآن و سنت کی روشنی میں حضرات فقہاء کرام نے تجارت اور بیع کی مختلف قسمیں اور ان کے تفصیلی احکامات بیان فرمائے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں جدت اور تنوع آرہا ہے، اس وقت وہ ساری تفصیلات ہمارا موضوع نہیں ہیں تاہم تجارت کی مشروعیت اور فضیلت کے بارے میں قرآن و سنت کی چند نصوص پیش خدمت ہیں۔

۱۔ قرآن میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ. الْآيَةُ^(۳)
ترجمہ: اے ایمان والو! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق، مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے۔^(۴)
اس آیت سے تجارت کی مشروعیت اور جائز ذریعہ مال ہونا واضح ہے۔

ب۔ تجارت کی مشروعیت آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ اور سنت سے بھی واضح ہے۔ سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کا نبوت سے قبل پیشہ تجارت کی صراحت کی ہے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ کا لقب نبوت سے قبل ہی صادق و امین پڑ گیا تھا۔^(۵)

ج۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قيل يا رسول الله ائى الكسب اطيب؟ قال عمل الرجل بيديه وكل بيع

مبرور۔^(۶)

ترجمہ: آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی کمائی سب سے زیادہ پاک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کے اپنے ہاتھ کی کمائی (محنت مزدوری کر کے) اور ہر جائز تجارت۔

د۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

التاجر الصدوق الأمين مع التبيين والصديقين والشهداء۔^(۷)

ترجمہ: سچے اور امانت دار تاجر کا حشر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

سیرت طیبہ کے نمایاں واقعات میں سے آپ ﷺ کا بچپن اور جوانی میں بکری چرانا بھی ہے، جیسا کہ حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہو تو حضرت صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چراتا تھا۔^(۸)

حضرت مقدم بن معدیکرب آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی نے نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔^(۹)

۲۔ جہاد:

جہاد سیرت طیبہ اور اسلام کے احکامات کا وہ نمایاں پہلو ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اکثر حصہ گزرا۔ چنانچہ بعض حضرات نے اسلام کے پانچ کے بجائے چھ ارکان گنوائے ہیں، جن میں ایک جہاد کو شمار کیا ہے۔^(۱۰)

جہاد کا اصل مقصد تو اعلاء کلمۃ اللہ ہے^(۱۱)، تاہم اللہ تعالیٰ نے ضمنی طور پر بطور انعام مسلمانوں کے لئے اس کو مال کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں جو مال غنیمت حاصل ہو اس کا کچھ حصہ بیت المال میں جمع کر کے بقیہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائیگا جس کی تقسیم کے الگ اصول ہیں۔

تاہم صرف ایک حدیث مبارکہ جو ہمارے مدعا سے براہ راست متعلق ہے ذکر کرنا مناسب ہوگی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

احلت لی الغنائم۔ ترجمہ: میرے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔^(۱۲)

اس مضمون کی دیگر احادیث بھی ہیں جن سے اس امت کے لئے مال غنیمت کی حلت معلوم ہوتی ہے، جب کہ پچھلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔

غیر اختیاری ذرائع:

۱۔ وراثت: وراثت کا مستحق بننے میں وارث کا کوئی اختیار نہیں ہوتا کیونکہ اس کا تعلق مورث کے مرنے سے ہے اور مورث کا مرنا وارث کے اختیار میں نہیں۔

۲۔ وصیت: وصیت کے نتیجے میں موصیٰ لہ مال کا مستحق ہو جاتا ہے لیکن وصیت کرنا اس کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ موصیٰ کے اختیار میں ہے کہ کرے یا نہ کرے۔

۳۔ لقطہ: لقطہ اس گری پڑی چیز کو کہتے ہیں جو راستہ میں کسی کو ملے اس کے گرنے یا پانے میں پانے والے کا کوئی دخل نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے کہ اٹھانے میں اس کو اختیار ہوتا ہے کہ اٹھائے یا نہ اٹھائے۔ یہ حصول مال کا ذریعہ اس طرح ہے کہ اصولی طور پر اس کو اٹھانے والا اعلان کریگا، اگر اس کا مالک مل گیا تو اس کو دیدے گا لیکن اگر مالک نہ ملے تو پھر اس کو صدقہ کرنا واجب ہے تاہم اگر پانے والا مستحق ہو تو وہ اس کو خود بھی رکھ سکتا ہے۔

۴۔ کان اور دفینے: زمین میں قدرتی طور پر پائی جانے والی کارآمد چیزیں یا انسان کے دفن کردہ خزانے اگر کسی کو ملیں تو بعض صورتوں میں ان کا خمس نکال کر بقیہ اور بعض صورتوں میں سارے کا سارا پانے والے کا حق ہے۔^(۱۳)

۵۔ ہدیہ اور ہبہ: یہ بھی حصول مال کا ذریعہ ہے لیکن اس میں موہوب لہ کا اختیار نہیں بلکہ ہدیہ دینے والے یا داہب کو اختیار ہے اگر وہ ہدیہ اور ہبہ نہ کرے تو اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا البتہ آپ ﷺ نے اس کو محبت کا ذریعہ بتلا کر ترغیب دلائی ہے^(۱۴)۔

مال کے صرف و خرچ کے مراتب اور حدود:

شریعت نے جہاں مال کمانے کے ذرائع متعین کئے ہیں وہاں اس کے خرچ کرنے کے مراتب اور حدود بھی متعین کئے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کے قبضہ میں جو کچھ مال ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا ہے انسان اس کا عارضی مالک ہے اور اس کو اپنے فائدے میں خرچ کرنے اور اس میں تصرف کرنے میں اللہ تعالیٰ کا

خلیفہ ہے لہذا وہ اس کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنے کا پابند ہے جیسا کہ صاحب کشف السورۃ حدید کی اس آیت: "وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ" کے تحت فرماتے ہیں:

أَنْ الْأَمْوَالِ الَّتِي فِي أَيْدِيكُمْ إِنَّمَا هِيَ أَمْوَالُ اللَّهِ بِخَلْقِهِ وَإِنْشَائِهِ لَهَا، وَإِنَّمَا مَوْلَاكُمْ إِيَّاهَا، وَخَوَلُوكُمُ الْاِسْتِمْنَاعَ بِهَا، وَجَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ فِي التَّصَرُّفِ فِيهَا۔^(۱۵)

ترجمہ: وہ مال جو تمہارے قبضے میں ہے (وہ درحقیقت تمہارا نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ اس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اسی نے تمہارے فائدے کیلئے اس کا تم کو مالک بنایا ہے اور اس میں اپنا نائب بنا کر تصرف کا اختیار بخشا ہے۔

اب ذیل میں قرآن و سنت کی روشنی میں مال خرچ کرنے کے شرعی مراتب اور حدود کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۱۔ وجوب: مال خرچ کرنے کے مراتب میں پہلا درجہ وجوب کا ہے جس کو ہم دو بڑی قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ حقوق العباد: اس میں مندرجہ ذیل مصارف آتے ہیں۔

الف۔ ذاتی اور زیر کفالت افراد کی ضروریات میں خرچ کرنا:

انسان کو جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سب سے پہلے اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد کی ضروریات میں خرچ کرنا واجب ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِذَا أَعْطَى اللَّهُ أَحَدَكُمْ حَبِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ۔^(۱۶)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مال عطا کرے تو سب سے پہلے اس کو خرچ کرنے کی ابتداء اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال سے کرے۔

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا،

وَأَنَّ وَالِدِي يَخْتَالُجُ مَالِي؟ قَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ

كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ»۔^(۱۷)

ترجمہ: ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد میرے مال کا محتاج ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے، بیشک تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے اپنی پاکیزہ کمائی میں سے کھاؤ۔

ب۔ ذاتی اور زیر کفالت افراد کے علاوہ دیگر بندوں سے متعلق حقوق کی ادائیگی میں مال خرچ کرنا: بندوں سے متعلق مندرجہ ذیل حقوق کی ادائیگی میں بھی مال خرچ کرنا واجب ہے۔

ا: قرض ب: قصاص و دیت ج: بدل صلح د: ضمان یعنی کوئی مالی تاوان

ه: مہمان نوازی خ: حالتِ اضطرار میں مبتلا شخص کو بچانا

ان سب کے بارے میں قرآن و سنت نصوص واضح ہیں۔

ب۔ حقوق اللہ میں خرچ کرنا:

اللہ تعالیٰ سے متعلق مندرجہ ذیل حقوق میں مال خرچ کرنا واجب ہے۔

الف: زکوٰۃ ب: فطرانہ ج: فدیہ نماز و روزہ د: نذر

ه: کفارات جن کی کئی قسمیں ہیں خ: قربانی ر: حج

2۔ استحباب:

مال خرچ کرنے کا دوسرا درجہ استحباب کا ہے۔ اس کا اطلاق مندرجہ بالا مصارف و وجوب میں بھی ہو سکتا ہے اور ان سے ہٹ کر بھی۔ مصارف و وجوب میں اس طرح کہ جتنی مقدار خرچ کرنا واجب ہے اگر وسعت ہو تو اس سے زیادہ خرچ کرے اور جہاں واجب نہیں ہے وہاں اعتدال کے ساتھ خرچ کرے^(۱۸)۔ یعنی ذاتی اور زیر کفالت افراد کی بنیادی ضروریات میں تو مال خرچ کرنا واجب ہے لیکن اگر وسعت ہو تو نفسِ ضرورت کی حد سے بڑھ کر بھی اگر اعتدال کے ساتھ خرچ کیا جائے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات مستحب ہوتا ہے جیسے کھانے پینے میں ضروری خوراک کے علاوہ تفریح طبع کیلئے پھل یا اس قسم کی کوئی اور چیز شامل کی جائے، فخر اور ریا سے بچتے ہوئے وسیع اور سہولیات پر مشتمل رہائش اختیار کی جائے، عمدہ اور نفیس لباس پہنا جائے، ذہنی اور جسمانی فائدہ کیلئے جائز تفریح اور سیر و سیاحت کی جائے یا ورزش کا سامان خریداجائے^(۱۹)۔

3- حرمت:

مال خرچ کرنے کا تیسرا درجہ حرمت کا ہے، یعنی وہ مصارف جن میں مال خرچ کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے اس کو قرآن نے اصطلاحی طور پر تنذیر سے تعبیر کیا ہے گو کہ اسی کے ساتھ دوسرا لفظ ”اسراف“ کا بھی استعمال ہوتا ہے اور عموماً دونوں کا ترجمہ فضول خرچی سے کیا جاتا ہے جو دونوں کا توسیعی ترجمہ ہے تاہم دونوں کے مفہوم میں اصطلاحی طور پر فرق ہے اور وہ یہ کہ اسراف جائز اور مباح مواقع میں ضرورت سے زائد خرچ کرنے کو کہتے ہیں جبکہ تنذیر ناجائز اور گناہ کے کام میں مال خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔^(۲۰)

چنانچہ ہم دونوں کو الگ الگ عنوانات کے تحت بیان کریں گے تنذیر کو حرمت کے عنوان کے تحت جبکہ اسراف کو کراہت کے عنوان کے تحت۔

تنذیر:

قرآن کریم اور احادیث میں تنذیر کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تنذیر کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

وَأْتِ دَا الْفُرْقَى حَقُّهُ وَالْمُسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا^(۲۱)

ترجمہ: اور رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو (ان کا حق) اور اپنے مال کو بے ہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ۔ یقیناً جانو کہ جو لوگ بے ہودہ کاموں میں مال اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر ہے۔

چنانچہ ان سارے کاموں میں مال خرچ کرنا تنذیر کے ضمن میں داخل ہو کر حرام ہے جن کو قرآن و حدیث میں ناجائز قرار دیا گیا ہے، جیسے فحاشی، عریانی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کے فروغ، دین کی نشر و اشاعت میں رکاوٹ ڈالنے، جو اکیلے سود اور رشوت میں مال خرچ کرنا، اسی طرح جن چیزوں کی خرید و فروخت ممنوع قرار دی گئی ہے ان میں مال خرچ کرنا بھی تنذیر میں داخل ہو کر حرام ہے^(۲۲) جیسے شراب، خنزیر اور مردار اشیاء حاصل کرنے کیلئے مال خرچ کرنا^(۲۳)۔

4۔ کراہت:

مال خرچ کرنے کا چوتھا درجہ کراہت کا ہے جس کو اسراف سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور جس کا مفہوم اوپر بیان ہو گیا ہے، اسراف دراصل مال خرچ کرنے کی وہ صورت ہے جس کی ابتداء جواز سے ہوتی ہے اور انتہاء عدم جواز پر، جبکہ اسی جواز اور عدم جواز میں حدِ فاصل کی پہچان مشکل ہوتی ہے اس لئے عام لوگ اس میں دانستہ یا غیر شعوری طور پر مبتلا ہو جاتے ہیں اگرچہ انجام اور نتیجے کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اسراف اور تنذیر میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں کا انجام ضیاعِ مال ہے جو کہ شریعت کے عمومی مزاج کے خلاف ہے اس لئے شریعت میں اسراف سے بچنے کی اتنی ہی تاکید کی گئی ہے جتنی تنذیر سے بچنے کیلئے کی گئی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔

طَعَامُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ، وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ، وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّلَاثِ سُمْعَةٌ، وَمَنْ سَمِعَ سَمِعَ
اللَّهُ بِهِ۔ (۲۴)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے دن (ولیعہ) کا کھانا کھلانا لازم ہے دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا اپنی سخاوت کی تشہیر ہے اور چوتھے دن کا کھانا اپنی سخاوت کی تشہیر کرے گا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی (ریا کار ہونے کی) تشہیر کرے گا۔

اسلام میں اسراف و تنذیر کی نہ صرف یہ کہ انفرادی اور نجی سطح پر ممانعت ہے بلکہ اجتماعی اور ریاستی سطح پر بھی اس کی ممانعت ہے، جس کی متعدد مثالیں ہیں، سب سے پہلی اور اعلیٰ مثال خود سرور کائنات ﷺ کی پوری زندگی ہے جس میں آپ ﷺ نے خود اپنے لئے فقر و مسکنت کی زندگی اختیار کی باوجود یہ کہ اللہ نے آپ کو یہ اختیار دیا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو مکہ کے یہ پہاڑ آپ کے لئے سونے کے بنادیں۔ (۲۵) یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ کا وصال اس حالت میں ہوا کہ آپ کی ذرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو کے بدلے رہن رکھی ہوئی تھی۔ (۲۶)

آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی عملاً آپ کے نقش و قدم پر چلے۔ حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں آتا ہے کہ بیت المال سے جو کچھ ملتا تھا اس میں سے جو بچ جاتا تو وہ واپس کر دیتے تھے۔ (۲۷) شام کے عامل حضرت یزید بن ابی سفیان کو آپ نے وصیت فرمائی کہ جس نے اپنے بھائی کے مال میں سے کسی کو کچھ امداد دی اس پر اللہ کی لعنت ہوگی یا یوں فرمایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری بری ہے۔ (۲۸)

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں مال کے صرف و خرچ میں اسراف و تبذیر کی ممانعت ہے اور بیچ کا راستہ یعنی اعتدال کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور یہی اس اُمت کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس میں عبادات سے لے کر معاشرت اور معیشت تک ہر چیز میں اعتدال ہے۔

معلوم ہوا کہ اسراف و تبذیر اور بخل سے بچتے ہوئے اعتدال کے ساتھ مال خرچ کرنا چاہئے۔ البتہ بذاتِ خود اعتدال یا میانہ روی کا کوئی خاص پیمانہ یا مقدار نہ شریعت نے مقرر کی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی مقدار مقرر کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ ہر شخص کی حیثیت، آمدنی اور موقع محل کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے۔ مذکورہ بحث سے درج ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

- اسلام نے انسانی کی طبعی ضروریات کے پیش نظر مال کمانے کی مختلف صورتوں کو مشروع اور جائز قرار دیا۔
 - صرف مال کے مختلف مواقع درجہ بدرجہ متعین فرمادیئے اور اس میں انسان کی عقل مجرد پر اعتماد نہیں کیا۔ بلکہ اس کو روحانیت سے جوڑ کر بے جا صرف مال کو ممنوع قرار دیا۔
 - یوں اسلام نے اس خالص بشری ضرورت کو بھی عبادت کا درجہ دے دیا۔
- اپنے باطن کو مذکورہ رذائل سے پاک کرنے اور فضائل سے مزین کرنے کیلئے انسان کو کسی کامل متبع سنت صاحب نسبت بزرگ کا دامن پکڑنا پڑے گا تب ہی اس کی اصلاح ہو سکے گی اور شریعت و طریقت کا جامع بن کر کامل انسان بنے گا۔ اللہ ہم کو ہر معاملہ میں کامل اتباع شریعت نصیب فرمائے۔
- وصلی اللہ علی النبی المصطفیٰ.



This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات:

- (1) Al-Hasfaki, Alauddin, Muqaddamah Al-dur Al-Mukhtar, H.M Saeed co. Karachi, 1406 H. p.36.
- (2) Ghazi, Mahmood Ahmad, Muhadharat-e-Fiqh, Al-Faisal Nashiran Wa Tajran Kutub, Lahore, 2005, P.265.
- (3) Al-Nisa:29 .
- (4) Tarjuma Az Tafseer Usmani, Allamah Shabbir Ahmad Usmani.
- (5) Numani, Shibli, Seerat Al-Nabi, National Book Foundation, Islamabad, 1981 vol.1, p.186

-
- (6) Al-Tabrizi, Muhammad Bin Abdullah, Mishkat Al-Masabeeh, Maktabah Rahmaniah, Lahore, Hadith No.2783
- (7) Termizi, Hadith No. 1209
- (8) Saheeh-e-Buhkari, Hadith No. 2262
- (9) Saheeh-e-Buhkari, Hadith No. 2072
- (10) Numani, Manzoor Ahmad, MārifulHadith, Darul Al-Ishāat, Karachi, 2014, Vol.1, P.65.
- (11) Saheeh-e-Buhkari, Hadith No.2810
- (12) Saheeh-e-Buhkari, Hadith No.3122
- (13) Al-Dur Al-Mukhtar, H.M. Saeed Co.Karachi, 1406h. Vol.2,P.321
- (14) Buhkari, Muhammad Bin Ismā'īl.Al-Adab Al-Mufrad. Hadith No 594
- (15) Al-Zamakhshari, Abu Al-Qasim Mahmood Bin Umar, Tafseer Al Kashaf , Vol.7, P.43
- (16) Al-Nishapoori, Muslim Bin Al-Hajjaj, Saheeh Muslim, Hadith No.1822
- (17) Al-Sajistani, Sulaiman Bin Al-Ashas, Sunan Abi Dawood, Maktabah Rahmania, Lahor, Hadith No.3529
- (18) Sunan Abi Dawood.Hadith No.4063
- (19) Abu Abdullah Ahmad Bin Muhammad Bin Hanbal, Musnad Ahmad, Muassah Al-Resalah,1421H.Hadith No.19934
- (20) Usmani, Muhammad Taqi, Asan Tarjamah Quran, Karachi, Maktabah Marif Al-Quran,2009,Vol.2.P.864
- (21) Bani Israeil :26-27
- (22) Buhkari, Hadith No.5837
- (23) Saheeh Muslim, Maktabah Rahamia, Lahore, Hadith No.5385.
- (24) Termizi, Altaf-&-Sons,Karachi, Hadith No.1097
- (25) Musnad Ahmad, Hadith No.22190
- (26) Saheeh Bukhari, Hadith No.2916
- (27) Dihlavi, Shah Wali Allah, Izalat Al-Khifa An Khilafa-Al-Khulafā (Mutarjam Az Maulana, ishtiaq Ahmad Dewbandi)Qadimi Kutub Khana, Karachi, Vol.3, P.81.
- (28) Kandhalvi, Moulana Muhammad Yousaf,Hayat Al-Sahabah(Mutarjam Az Moulana Ehsan-Ul-Haq) Kutub Khana Faizi, Lahore, NaMaloom, Part.2.P.165